صحت اور تحفظ کے بغیر زندہ معاشرہ

تحریر: سہیل احمد لون

آج کے دور میں طیب اور حلال رزق کما کر اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا بھی کسی جہاد سے کم نہیں کیونکہ رزق حلال کے حصول میں انسان کو حلال ہونا پڑتا ہے۔ رزق انسان کی قسمت میں جتنا لکھا ہوتا ہے اتنا ہی ملتا ہے مگر اس کو حرام یا حلال طریقے سے کمانے کے طریقہ کار کے انتخاب کا فیصلہ ہم نے خود کرنا ہوتا ہے۔ انسان زندگی کو بہتر سے بہتر اور بھرپور انداز میں گزارنے کا خواہاں ہوتا ہے جس کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق آخری سانس تک ہاتھ پاؤں چلاتا رہتا ہے۔ زندگی موت کی امانت ہے جو ایک نہ ایک دن نہ چاہتے ہوئے بھی لوٹانی پڑتی ہے۔ کسی کے مرنے کا دکھ تو بہر حال ہوتا ہی ہے مگر ایسی موت جو کسی حادثے کی وجہ سے آئے اس کا دکھ اور افسوس انسان کو زیادہ ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات محمدؐ نے حادثاتی موت سے بچنے کی خصوصی دعا بھی فرمائی ہے " اے اللہ! میں گر کر ہلاک ہونے اور دیوار کے نیچے دب جانے اور ڈوب اور جل کر مرنے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مجھے موت کے وقت بد حواس نہ کرے۔ اور میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں میدان سے بھاگنے والوں کی موت مروں۔ اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ سانپ کے ڈسنے سے میری موت واقع ہو۔" اگر ہم آج کے حالات کا جائزہ لیں تو حادثاتی اموات کا زیادہ تناسب مسلم ممالک میں ہی ہے جن میں وطن عزیز نمایاں پوزیشن پر ہے۔ وطن عزیز میں کوئی مذہبی تہوار ہو یا سیاسی جلسہ جلوس، کسی دربار یا درگاہ پر سالانہ عرس ہو یا محرم و عاشورہ کی ریلیاں، اگر کسی دہشت گردی کے واقعہ کے بغیر گزر جائیں تو یہ بریکنگ نیوز بن جاتی ہے۔ سیکیورٹی اور حساس اداروں کو خصوصی مبارک باد کے پیغامات ایسے ہی دیے جاتے ہیں جیسے عالمی کپ جیتنے کے بعد ٹیم اور اس کے کوچ کو دیے جاتے ہیں۔ اس مرتبہ عید پر کوئی بڑا دہشت گردی کا واقعہ تو رونما نہیں ہوا مگر وطن عزیز میں شاید غریب کی جان اتنی ارزاں ہوگئی ہے کہ چند جانوں کی قربانی کو معمولی خبر کی حیثیت سے شامل کیا جاتا ہے۔ عید سے قبل گوجرانوالہ میں خاتون سمیت معصوم بچوں کو قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سیاسی رہنماؤں سمیت سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں آگ میں جھلسا کر ہلاک کر دیا گیا۔ مبینہ طور پر ان کے گھر کے کسی فرد پر توہین مذہب کا الزام تھا جس کے نتیجے میں توہین انسانیت کی گئی۔ مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں سے یہ سوال کیا جائے کہ جن کے لیے یہ کائنات بنائی گئی انہوں نے تو جنگ میں بھی بچوں، بوڑھوں اور بیماروں پر حملہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہمارے ملک میں تو غریب کی جان کی کوئی قیمت ہی نہیں وہاں اس مسلک کے لوگوں کی جانوں کی کیا قدر و منزلت ہوگی جن کو ہلاک کر کے جنت کمانے کا شارٹ کٹ علماء نے ایجاد کر رکھا ہو۔ آزاد مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جس کی آزادی کا جشن ہم سرکاری طور پر مہینہ بھر منا رہے ہیں عید الفطر کی نماز سیکیورٹی کے سخت انتظامات میں ادا کی گئی۔ ابھی اللہ کا شکر ہی ادا کیا تھا کہ کوئی غیر خوش گوار واقعہ، سانحہ، یا حادثہ رونما نہیں ہوا کہ کراچی کے ساحل سی ویوز پر تقریباً چالیس افراد کے ڈوب کر ہلاک ہونے کی خبر نشر ہوگئی۔ عید کے دوسرے روز وہاڑی کے قریب چار نوجوان نہر میں ڈوب کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ حرام موت مرنے کا کوٹہ اگر دہشت گردی سے پورا نہیں ہوا تو اسے دیگر حادثات کی صورت میں ہم نے

پورا کرلیا۔

قدرتی آفات میں حادثاتی موت میں ہم کسی کو قصور وار نہیں ٹھرا سکتے مگر ایسے حادثات جن میں انسانی غفلت، غلطی، لاپرواہی، بے ایمانی، عدم توجہ یا آ گاہی کا پہلو شامل ہو تو ان کی روک تھام کرنے کے لیے مناسب اقدام کرنا ریاست کا اولین فرض ہے۔ دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں انسانی جان بہت قیمتی ہوتی ہے اور وہ زندگی کے ہر پہلو پر ہیلتھ اینڈ سیفٹی کو مقدم رکھتے ہیں۔ وطن عزیز میں ایک مخصوص گروہ کے علاوہ کسی کی جان کی نہ کوئی قیمت ہے اور نہ ہی کوئی پرواکرتا ہے۔ ہماری تعلیم وتربیت ایسے ماحول میں ہو رہی ہے جہاں نصاب میں بھی ہیلتھ اینڈ سیفٹی کا کبھی تذکرہ کرنا مناسب خیال نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے علاوہ بھی ہم روزانہ مختلف حادثات کا شکار ہو رہے مگر ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ بسوں، ویگنوں اور ٹرینوں کی کھڑکیوں، دروازوں اور چھتوں پر سفر کرنا ایک معمول کی بات ہے۔ رسک کو اتنا انجوائے کرتے ہیں کہ ٹرین جب تک سٹیشن پر کھڑی رہے پلیٹ فارم پر کھڑے اس وقت کا انتظار کریں گے جب تک گاڑی چلنا بلکہ دوڑنا نہ شروع کردے، پھر ٹرین کے ساتھ ساتھ دوڑ لگا کر سوار ہونے میں مردانگی دکھاتے ہیں۔ ایسی ہی عادت کو پورا کرتے ہوئے گزشتہ برس لاہور میں جہاز کے ساتھ بھی لٹک کر سفر کرنے کی کوشش میں ایک نوجوان ہلاک بھی ہوا تھا۔ کار میں سیٹ بیلٹ کس مقصد کے لیے ہوتی ہے ہم کو شاید پتہ ہی نہیں۔

عوام پر پہلے ہی مہنگائی، ناانصافی اور لاقانونیت کا بوجھ ہے ایسے حالات میں سائیکل اور موٹر سائیکل پر ہیلمٹ کا استعمال کرنا مزید بوجھ ڈالنے کے مترادف ہے۔ مستری، مزدور طبقہ اپنے لیے چپل نہیں خرید سکتا وہ سیفٹی شوز، ہیلمٹ، حفاظتی عینک، دستانے اور دیگر حفاظتی لوازمات کیسے خرید سکتے ہیں۔ پارلیمنٹ ہاؤس، گورنر ہاؤس جیسی عمارتوں میں فائیر الارم اور فائیر فائیٹنگ سسٹم ہمیشہ اپ ٹوڈیٹ کیا جاتا ہے، آگ لگنے کی صورت میں ہنگامی دروازوں کے سائن بورڈز بھی آویزاں ہوتے ہیں مگر کسی فیکٹری، شاپنگ سینٹر، سرکاری و نیم سرکاری دفاتر، مدرسوں، یونیورسٹیوں سمیت دیگر میں اس عمارتوں میں ایسے حفاظتی انتظامات پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ پتنگ بازی میں کیمیکل والی ڈور سے بھی بہت سے حادثات ہو چکے ہیں، ون ویلنگ کے شوقین سدا کے لیے دوپہیوں والی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں یا پھر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ سی این جی سلنڈر کو ہیلتھ اینڈ سیفٹی کے قوانین کی پرواکیے بغیر ہی گاڑیوں پر لگا کر چلتے پھرتے میزائل پر سفر کرنا بھی ایک معمول کی بات بن چکی ہے۔ بالائی علاقوں میں برف باری کے دنوں میں وہی ٹائر استعمال ہوتے ہیں جو گرمیوں میں کیے جاتے ہیں حالانکہ برف باری میں عام ٹائر استعمال کرنا بھی قانوناً جرم (مہذب معاشروں میں) ہوتا ہے۔ جہاں انسانی جان کی بلا امتیاز قیمت ہے وہاں ایسے افراد جن کو چلنے پھرنے میں دقت ہو، یا حاملہ ہو تو ان کو ایسے کارڈز دیے جاتے ہیں جن کو اگر زیبرا کراسنگ والے بٹن کے ساتھ لگایا جائے تو ٹریفک سگنل کا دورانیہ ڈبل ہو جاتا ہے تاکہ وہ آرام سے سڑک پار کر سکیں۔ گاڑیوں، بسوں اور ویگنوں میں ایسے افراد کے لیے مخصوص سیٹوں کا انتظام ہوتا ہے۔ کار پارکنگ میں بھی ایسے افراد کو زیادہ سہولت دی جاتی ہے۔ کام کرنے والی جگہوں پر بھی ایسے افراد کے لیے مخصوص سہولتوں کا انتظام ہوتا ہے۔

ہمارا بچہ دنیا میں آتا ہے تو اسے پہلا سانس اس فضاء میں لینا پڑتا ہے جہاں آلودگی خطرناک حد تجاوز کر چکی ہے، اس کے بعد ملاوٹ والے

شہد سے گھٹی دے کر اسے پاکستانی بناتے ہیں۔شیر خوار کو دودھ بھی ایسا نصیب ہوتا ہے جس کا رنگ دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے مگر اس میں کون کون سے کیمیکل استعمال کیے گئے ہوتے ہیں یہ بس ملاوٹ کرنے والے خود نہیں جانتے کیونکہ اب دودھ گوالے نہیں کیمیکل انجینئر پیدا کرتے ہیں۔جعلی ادویات، ملاوٹ شدہ خوراک اور مادیت پرست معاشرے میں دکھاوے کے پیار میں پلنے بڑھنے والا بچہ اگر بچ بھی جائے تو ہر پل کوئی حادثہ اس کا منتظر رہتا ہے۔ ہر شہری کے جان و مال کی حفاظت کا ذمہ ریاست کا فرض ہے اس کے لیے قوانین بنانے اور اس پر عمل در آمد کرانے میں سنجیدہ کردار ادا کرنا ہوگا۔عوام میں سیاسی بیداری کے پروگرامز تو میڈیا پر ہر وقت ہوتے ہیں مگر ہیلتھ اینڈ سیفٹی (صحت اور تحفظ) کے حوالے سے کبھی کوئی مہم دیکھنے میں نظر نہیں آئی۔ جان ہے تو جہان ہے...... انقلاب، دھرنے اور جشن کے لیے زندہ رہنا پہلی شرط ہے لیکن ہم پہلی شرط پوری کیے بغیر زندہ رہنا کی کوشش کیے جا رہے ہیں۔مرنا برحق ہے مگر حرام موت سے بچانے کے لیے ریاست اور میڈیا کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا کیونکہ رزق اور موت دونوں حلال طریقے سے آئیں تو زندگی کا نظام درست رہتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

05-08-2014